

مزاح کے انسانی نفسیات پر اثرات اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

Effects of humor on human psychology in the light of Islamic teachings

* Wasif Hussain

Every branch of art leaves a deep impact on the human psyche, but the immortal fact is that the reason for their creation is also to reduce the tension of the human mind. The most representative theory of humor in philosophy and psychology and even in physics is the idea of well-being or comfort. Broadly speaking, this suggests that humor (which has an obvious physiological effect) has effects on the nervous system and allows different levels of stress to be released. In other words, laughter and good humor have the ability to release stored nervous energy.

Humor is included in human nature and man has a strong desire for this thing that there should be such means for him to express joy and expansion, because through this, a man is blessed mentally and physically peace and comfort. In these things, he considers the survival of his self-respect. Islam not only allows humor, sports and other valid modes of entertainment, but also sets rules and regulations within which human beings can fulfill their natural desire. Its cultural traditions should also be propagated. As the head and governor of the Islamic state, the Holy Prophet (ﷺ) made the best arrangements for his state, the taste of the people and their entertainment, and set an example for the rulers that, like other matters, oppression in this not to be taken for granted, fun and humor are part of human nature. He (ﷺ) allowed fun and laughter and He (ﷺ) himself used to be cheerful. Islam admires cheerfulness and encourages it so that people can be refreshed and perform their duties in an auspicious manner.

This paper will clarify that what are the effects of humor on human psychology and what are the teachings of Islam Prophet Muhammad (ﷺ).

Key Word: Fine Arts, Humor, Human terms, Human humor, Psychological Effects, Islamic Teachings.

تعارف:

* Ph.D Research Scholar, Dept. of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur.

Hw7889351@gmail.com

مزاح ایک لاطینی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی رطوبت کے ہیں، یہ انسانی دل و دماغ کو فرحت و تازگی بخشتا ہے، ذہنی الجھاؤ اور تفکرات کو دور کر کے مسکراہٹ و طمانیت عطا کرتا ہے۔ اس طرح ادب میں یہ اصطلاح رائج ہو گئی۔ مزاح انسان کو زندگی کی سنجیدگی سے بچانے اور خواب و خواہشات کی شکست سے پیدا ہونے والے ناقابل برداشت صدموں کے لئے ذہنی طور پر تیار کرتا ہے، چنانچہ مزاح کا وجود معاشرے کی بنیادوں کو مستحکم کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ مزاح ہمارے افعال، اعمال، حرکات و سکنات اور سماجی روایات کے معیوب پہلوؤں کو پر تبسم انداز میں پیش کر دینے کا نام ہے۔

”یونانی مفکرین فلاطون (Plato)، ارسطو (Aristotle)، سسرود (Cicero) و دیگر ہم عصر مفکرین کے مطابق ہنسی اور مزاح احساس برتری کا نتیجہ ہے جو اپنے ارد گرد بکھری بے ترتیب ناہمواریوں کو دیکھ کر احساس برتری پیدا ہوتا ہے جو ہنسی کا باعث بنتا ہے۔ اور معاشرے پر اپنے اثرات چھوڑتا ہے۔ معاشرے میں موجود ان ناہمواریوں کو دیکھ کر جو چیز برتری کا احساس دلاتی ہے وہ مزاح تخلیق کا باعث ہوتی ہے۔“¹

”مغربی مفکرین فلپ سڈنی (Philip Sidney)، امانویل کانٹ (Immanuel Kant) و لیم ہیزلٹ، شوپنہار (Schopenhauer)، ہربرٹ سپنسر (Herbert Spencer)، و دیگر ہم عصر مفکرین کے مطابق جب کسی چیز یا واقعے کا نتیجہ ہماری توقعات کے برعکس نکلتا ہے تو اس موقع پر پیدا ہونے والی حیرت، ہنسی و مسرت کا باعث بنتی ہے۔ انسانی زندگی کے معاملات میں اتار چڑھاؤ کے سبب توقعات کے پورا نہ ہونے کی وجہ اس میں کارگر عمل کے طور پر اپنا کردار ادا کرتی ہے۔“²

مزاح زندگی کی ناہمواریوں کے اس ہمدردانہ شعور کا نام ہے جس کا فنکارانہ اظہار ہو جائے۔ مزاح کی اس تعریف کے مطابق ایک مزاح نگار دیگر افراد معاشرہ کی زندگی میں موجود ناہمواریوں کو نہ صرف محسوس کرتا ہے بلکہ تخلیقی سطح پر اس کا اظہار اس طرح کرتا ہے کہ جس سے ہنسی کو تحریک ملتی ہے۔

اصطلاحی معنی:

مزاح کا معنی کوئی نقطہ افروز بات کرنا ذو معنی بات کرنا کہ سننے والے کو سوچنے کے بعد اس کی سمجھ آئے یا بات کرنے والے کے سمجھانے پر اس کو سمجھ آئے۔ اور جس میں انسانی جسم کے سیال مادوں کے توازن کی تعلیم دی گئی ہو۔ مزاح کا استعمال زیر گرفت انسانی صحت اور جذبے کو پر لطف انداز میں بیان کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔ مزاح کے بارے میں ملا علی قاری فرماتے ہیں:

”الْمَزَاحُ انْبِسَاطٌ مَعَ الْعَبْرِ مِنْ غَيْرِ اِبْدَاءٍ، فَإِنْ بَلَغَ الْاِبْدَاءُ يَكُونُ سُخْرِيَةً“³

”مزاح ایسے عمل کو کہتے ہیں، جس کے ذریعے دوسروں کے ساتھ مل کر خوش طبعی حاصل ہو سکے۔ اس طرح کہ اس عمل سے کسی دوسرے کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ اور اگر وہ خوش طبعی کسی کے لیے باعث تکلیف ہو جائے، تو اسے مزاح نہیں؛ بلکہ سخریہ یعنی مذاق اڑانا کہیں گے۔“

¹ Dr. Rawf Pārekh, Urdū Nathar mein Mizah Nigārī (Lāhore: Anjuman Taraqī Urdū Pākistān, 2007AD), 201.

² Dr. Rawf Pārekh, Urdū Nathar mein Mizah Nigārī, 201.

³ Hassan‘Abdul Ghanī, Al-Mizāh Fī al-Islām (Riadh: Idārah al-Dawah, 1980 AD), 88.

الفاظ کے الٹ پھیر سے پیدا ہونے والا حس مزاح لفظی بازی گری کے زمرے میں آتا ہے۔ اس طریقہ میں عام طور پر ایسے الفاظ کا استعمال کیا جاتا ہے جن کے قریب اور بعید دو قسم کے معنی ہوں، کہنے والا اس سے اول الذکر معنی مراد لیتا ہے اور سننے والا اس سے بعد الذکر یا اس سے سراسر مختلف معنی مراد لیتا ہے۔ ابہام اور تکرار کلمات سے پیدا ہونے والا مزاح بھی اسی زمرے میں شامل۔ ہنسی مزاح اور زندہ دلی و خوش طبعی کو انسانی زندگی کا ایک خوش کن عنصر کہا گیا ہے۔ جس طرح اس کا حد سے متجاوز ہو جانا، نازیبا اور مضر ہے، اسی طرح اس لطیف احساس سے آدمی کا بالکل خالی ہونا بھی ایک بہت بڑا نقص ہے۔ جو بسا اوقات انسان کی طبیعت کو محض خشک طبیعت بنا دیتا ہے۔ علامہ بدر الدین ابو البرکات محمد الغزالی اپنی تصنیف (الملاح فی المراح) میں رقمطراز ہیں:

”بھائیوں اور دوستوں کا باہم خوش طبعی کرنا، مزاح کرنا مستحب ہے کیونکہ اس سے دلوں کی راحت اور آپس کی محبت و مودت حاصل ہوتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ بہتان تراشی، بد گوئی، جگت بازی نہ ہو جس سے تعلق ختم اور حسرت کم ہو جائے اور فحش کلامی بھی نہ ہو جس سے بغض پیدا ہوتا ہے اور پرانے کینے بڑھنے لگ جائیں“⁴

ملا علی قاری علامہ نووی کا قول نقل فرماتے ہیں:

”اعْلَمَنَّ أَنَّ الْمَزَاحَ الْمُنْهَيَّ عَنْهُ هُوَ الَّذِي فِيهِ إِفْرَاطٌ وَيُدَاوَمٌ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ يُورِثُ الضَّحْكَ وَقَسْوَةَ الْقَلْبِ، وَيَسْخَرُ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَالْفِكْرِ فِي مَهَمَّاتِ الدِّينِ، وَيُؤْوِلُ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأَوْقَاتِ إِلَى الْإِيْدَاءِ، وَيُورِثُ الْأَحْقَادَ، وَيُسْقِطُ الْمَهَابَةَ وَالْوَقَارَ، فَأَمَّا مَا سَلِمَ مِنْ هَذِهِ الْأُمُورِ، فَهُوَ الْمُبَاحُ الَّذِي كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ -يَفْعَلُهُ عَلَى النَّدْوَةِ لِمَصْلَحَةِ تَطْلِيْبِ نَفْسِ الْمُخَاطَبِ وَمُؤَانَسَتِهِ، وَهُوَ سُنَّةٌ مُسْتَحَبَّةٌ“⁵

”جان لو کہ مزاح ممنوع وہ ہے جو حد سے زیادہ ہو اور اس پر مذمت کی جائے کیونکہ یہ بہت زیادہ ہنسنے اور دل کے سخت ہونے کا باعث ہے، ذکر الہی سے غافل کر دیتا ہے اور اہم دینی امور میں غور و فکر سے باز رکھتا ہے اور بسا اوقات ایذا رسانی تک پہنچاتا ہے۔ بغض و عناد پیدا کرتا ہے رعب و دبدبہ ختم ہو جاتا ہے لیکن جو شخص ان متعلقہ امور سے اجتناب کرے تو اس کے لئے مباح عمل ہے جو خود رسول اللہ ﷺ نے کبھی کبھار کسی مصلحت کے پیش نظر مخاطب کو بے تکلف اور مانوس کرنے کے لئے متعدد مرتبہ انجام دیا اور یہ سنت مستحبہ ہے۔“

علامہ نووی کے اس کلام سے مزاح ممنوع و مستحب اور مذموم و ممدوح کی تعین بھی ہو جاتی ہے۔ کثرت مزاح چونکہ بہت زیادہ ہنسنے، قلب کے سخت اور بے حس ہونے، ذکر الہی سے غافل ہونے وغیرہ جیسے امور مذمومہ کا باعث ہے اس لئے ممنوع ہے اور احیاناً مزاح سے یہ امور شنیعہ پیدا نہیں ہوتے اس لئے وہ سنت مستحبہ ہے۔“

ضروری ہے کہ اس سے کسی کو ایذا نہ پہنچے کسی کی دل شکنی نہ ہو کیونکہ مزاح کہتے ہی ایسی دل لگی کو ہیں جس میں ایذا رسانی اور دل شکنی نہ ہو۔

”الْمَزَاحُ انْثِسَاطٌ مَعَ الْعَبْرِ مِنْ عَبْرٍ اِيْدَاءٍ، فَإِنْ بَلَغَ الْاِيْدَاءَ يَكُونُ سُخْرِيَةً“⁶

”مزاح کسی کو بغیر ایذا پہنچائے دل لگی کرنا ہے۔ اگر یہ ایذا کی حد کو پہنچ جائے تو وہ سخریہ اور

⁴ Muḥammad Badr ud-Dīn al-Ghazī, al-Mirah Fi al-Mizāh (Qāhirah: Maktabah al-Thaqafah al-Dunyā, 2009 AD), 66.

⁵ Mullah ‘Alī Qārī, Mirqāt, Bāb al-Mizāh (Beirūt: Dār al-Fikr, 1389 AD), 77.

⁶ Mullah ‘Alī Qārī, Mirqāt, Bāb al-Mizāh, 77.

ٹھٹھہ ہے، اور سخریہ اور ٹھٹھہ منع ہے۔“

بسا اوقات ہم جولیوں اور ہم نشینوں اور ماتحتوں کے ساتھ لطیف ظرافت و مزاح کا برتاؤ ان کے لیے بے پناہ مسرت کا ذریعہ بنتا ہے اور بعض اوقات عزت افزائی کا باعث بھی ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی تمام تر عظمت و رفعت اور شان و شوکت، جاہ و جلال کے باوجود، بسا اوقات اپنے جاں نثاروں اور نیاز مندوں سے مزاح فرماتے تھے۔ مزاح اور خوش طبعی ایک ایسی پر کیف اور سرور آگیں کیفیت ہے جو اللہ تعالیٰ نے تقریباً ہر انسان کے اندر ودیعت فرمائی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ یہ مادہ کسی میں کم تو کسی میں کوٹ کوٹ کر رکھا ہے۔ سرور و انبساط کے موقع پر انسان سے بکثرت اس کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ بلاشبہ یہ مزاح ایک عظیم نعمت خداوندی ہے۔ جو دلوں کی پژمردگی کو دور کر کے ان کو سرور و انبساط کی کیفیت بخشتا ہے۔ عقل و فہم کی تکان کو زائل کر کے نشاط اور چشتی سے معمور کرتا ہے۔ جسمانی اضمحلال کو ختم کر کے فرحت و راحت سے آشنا کرتا ہے۔ روحانی تھکاوٹ کو مٹا کر آسودگی کی نعمت سے روشناس کرتا ہے۔ بار بار دیکھا گیا ہے کہ غمزدہ اور مصیبت کے مارے انسان کے سر سے غم و اندوہ کے بادلوں کو چھٹانے کے لئے اسی نعمت سے کام لیا جاتا ہے۔

الغرض مزاح اور دل لگی انسانی فطرت کا ایک لازمی حصہ ہے جو خود خالق و مالک نے اس میں ودیعت فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر فرد بشر میں یہ مادہ معتد بہ مقدار میں پایا جاتا ہے۔ جو شخص اس عطائے الہی کو منجمد نہیں رہنے دیتا اور اس کو بروئے کار لاتا ہے وہ صحیح معنی میں فوائد کثیرہ اور منافع عظیمہ حاصل کرتا ہے۔ چنانچہ تجربہ شہاد ہے کہ جو شخص اس ودیعت الہی سے استفادہ نہیں کرتا بلکہ بہ تکلف اسکو دباتا ہے۔

اپنے اوپر وقار اور سنجیدگی کا خول چڑھالیتا ہے اور اپنے آپ کو وقار اور عزت و تمکنت کا مجسم پیکر بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اسے مغرور، متکبر، بد مزاج، بد خلق، نک چڑھا، اکھڑ مزاج جیسے القاب بے بہا سے نوازا جاتا ہے۔ وہ چاہے کثیر و عظیم علوم کا امین ہو اور دیگر بہت سے خواص کا حامل ہو مگر اس کے ان خواص سے اہل عالم کما حقہ استفادہ نہیں کر پاتے اس کے برخلاف جو انسان اس نعمت خداوندی کو بروئے کار لاتا ہے۔ اسے منجمد نہیں رہنے دیتا اہل دنیا اسے متواضع، منکسر المزاج، خوش اخلاق، خوش طبع، خوش مزاج جیسے القاب سے نوازتے ہیں، اپنے متعلقین و متوسلین میں وہ بڑا ہی مقبول و محبوب ہوتا ہے۔

نفسیات کی لغوی تعریف:

موضوع کی مناسبت سے ضروری ہے کہ نفسیات اور علم نفسیات کو واضح کیا جائے۔ وحید الزماں قاسمی لکھتے ہیں:

”نفسیات نفسیہ کی جمع ہے جس کا معنی ہے ذہنیت، نفسیہ نفس کی مؤنث ہے تلفظ کے اعتبار سے اسے دو طرح سے پڑھ سکتے ہیں (۱) نفس ف کے سکون کے ساتھ جس کا معنی ہے روح، جان، شخصیت (ب) نفس ف کے فتح کے ساتھ، جس کا معنی ہے سانس، خوشگوار ہوا“⁷

علماء کی جماعت کے مطابق:

”نفسیات کے لئے انگریزی زبان میں سائیکالوجی (Psychology) کا لفظ استعمال ہوتا ہے درحقیقت یہ لفظ دو یونانی الفاظ "Psyche" اور "Logos" سے مل کر بنا ہے۔

⁷ Wahid ud Din Qasmi Kirānvi, Al-Qāmūs al-Wahid (Lahore: Idārah Islāmiyāt, 2001 AD), 1684/2.

یونانی زبان میں "Psycho" کا لفظ نفس، روح اور ذہن وغیرہ مختلف معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے اور "logy" کا لفظ علم، وضاحت اور تشریح کے لئے استعمال ہوتا ہے یوں یونانی زبان میں "Psychology" کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ "روح کا علم" یعنی وہ علم جس میں روح کے مباحث کو بیان کیا جاتا ہے۔⁸

نفسیات کی اصطلاحی تعریف:

The scientific study of the behavior of individuals and their mental processes is called psychology.⁹

”ترجمہ : اس تعریف کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کے کردار اور اس کے ذہنی عمل کے سائنسی مطالعہ کو نفسیات کہا جاتا ہے۔“

علم نفسیات رویوں اور شعوری عمل کے علم کا نام ہے۔ رویہ سے مراد انسانوں کے قابل مشاہدہ، عمل اور رد عمل ہیں۔ اسی طرح، شعوری عمل سے ماہرین نفسیات ذہنی صلاحیت کا ہر پہلو مثلاً ہمارے خیالات، یادداشتیں، ہم کیسے سوچتے ہیں، ہم کیسے فیصلے کرتے ہیں وغیرہ مراد لیتے ہیں۔ الغرض ماہرین نفسیات قابل مشاہدہ رویوں اور ذہنی صلاحیت کا مطالعہ کرتے ہیں۔ علم نفسیات کا بڑا مقصد انسانی رویوں کی تحلیل و تجزیہ کرنا، بیان کرنا، تشریح کرنا اور اسے بہتر بنانا ہے۔ گو کہ ماہرین نفسیات کے موضوعات مختلف ہوتے ہیں لیکن سب کا ایک مشترک مقصد بہتر زندگی گزارنے میں لوگوں کی مدد کرنا ہوتا ہے۔ جسم اور روح ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگی سے کام کرتے ہیں اور یہ دونوں ایک دوسرے پر گہرے اثرات بھی مرتب کرتے ہیں۔ جرمنی کی Deister Weser Clinic کے ماہر نفسیات اور ڈائریکٹر ڈیٹر پوٹس کہتے ہیں :

”یہ ایک نہایت آسان تجربہ ہے۔ آپ آئینے کے سامنے کھڑے ہوں اور بھرپور طریقے سے مسکرائیں۔ بلکہ بہتر ہو گا کہ آپ منہ کھول کر ہنسیں تاکہ آپ کے دانت نظر آئیں۔ چند لمحوں کے اندر آپ محسوس کریں گے کہ آپ کا موڈ اچھا ہو گیا ہے۔ آپ کی طبیعت پر اس کے خوشگوار اثرات مرتب ہوئے ہیں“¹⁰

ماہرین نفسیات کا کہنا ہے کہ مسکرائنا یا ہنسنا جسم اور روح دونوں کے لیے نہایت ضروری ہے۔

مزاح اور نفسیات کا باہمی تعلق:

مزاح کے لئے عربی زبان میں کئی الفاظ استعمال ہوتے ہیں ان میں سے ایک تفریح بھی ہے۔ تفریح کا لفظ دراصل عربی زبان کا لفظ ہے جو ”فرح“ سے مشتق ہے جس کے معنی گپ شپ، دل لگی، ہنسی مذاق، خوشی و مسرت، فرحت اور اطمینان وغیرہ حاصل کرنے کے آتے ہیں۔ فرح کے بارے میں علامہ ابن قیمؒ تحریر فرماتے ہیں:

”الفرح لذة تقع في القلب بإدراك المحبوب“¹¹

⁸ Dr. ‘Ammārah Yūsaf, Sāimah Ndīm, T.M.Yūsaf, Nafsiyāt Key Asāsī Nazriyāt (Lāhore: ‘Ilmī Kutb Khānah, 2005), 2

⁹ Group, Richard JGerig, Philip G Zimbardo, Psychology and Life, p/2, Sixteenth Edition, Allyn and Bacon, 2002

¹⁰ Dr. Rawf Pārekh, Urdū Nathar mein Mizah Nigārī, 201.

¹¹ Muḥammad bin abū Bakr Ibn-e-Qayyim, Bdā‘ al-Fawāid (Beirūt: Dār al-Kitāb al-‘Arbī, 1422), 184/2.

”کہ محبوب چیز کے پالینے سے جلدت حاصل ہوتی ہے، اسی کو فرحت اور خوشی کہتے ہیں۔“
اگر یہ فرحت محض قلبی ہو اور احساسِ نعمت یعنی شکرگزاری سے تعبیر ہو اور اس کے فضل و کرم کے استحضار پر مبنی ہو تو وہ شرعاً مطلوب، مستحسن اور پسندیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا“¹²

”آپ کہہ دیجیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور مہربانی سے ہے، تو چاہیے کہ وہ لوگ خوش ہوں“

دوسری جگہ ارشاد ہے:

”فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ“¹³

”جنتی خوش ہوں گے ان نعمتوں پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا کی ہیں۔“

ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”رَوْحُوا الْقُلُوبَ سَاعَةً بِسَاعَةٍ“¹⁴

”کہ دلوں کو وقفہ وقفہ خوش کرتے رہا کرو۔“

سیدنا علیؑ سے مروی ہے:

”أَجِّحُوا هَذِهِ الْقُلُوبَ وَاطْلُبُوا لَهَا طَرَائِفَ الْحِكْمَةِ؛ فَإِنَّهَا تَمَلُّ كَمَا تَمَلُّ الْأَنْدَادُ“¹⁵

”دل اسی طرح اکتانے لگتا ہے، جیسے بدن تھک جاتے ہیں، لہذا اس کی تفریح کے لیے حکیمانہ طریقے تلاش

کیا کرو۔“

اسلام کے تصور تفریح کی اساس قرآنی تعلیمات اور احادیثِ نبوی ﷺ پر ہے جس میں حلال و حرام، شرم و حیا اور اخلاقی پابندیوں کو اہم مقام حاصل ہے۔ ہمارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی عملی نمونہ ہے۔ آپ جہاں ایک طرف اتنی طویل نمازیں پڑھتے تھے کہ قدم مبارک پرورم آجاتا تھا وہیں آپ صحابہ کرامؓ سے ہنسی مذاق اور دل لگی بھی کرتے تھے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ تو یہ ہے کہ اسلام سستی اور کاہلی کو ناپسند اور چستی اور خوش طبعی کو پسند کرتا ہے۔ شریعت کی تعلیمات اس امر کا تقاضا کرتی ہیں کہ مسلمان شریعت کے تمام احکام پر خوشی خوشی عمل کرے۔ یہ عمل تنگ دلی کے ساتھ نہ ہو کیونکہ سستی اور تنگ دلی کے ساتھ عبادات کو انجام دینا نفاق کی علامت ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَى“¹⁶

”منافقین جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی اور کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں۔“

سستی اور کاہلی بے جا فکر مندی اتنی ناپسندیدہ چیز ہے کہ رسول ﷺ نے ان امور سے پناہ مانگی ہے۔ اسی لیے آپ دعا فرماتے تھے:

¹² Yūnas: 58/10.

¹³ Āal-e-‘Imrān, 170/3.

¹⁴ Muḥammad bin Salāmahm al-Qaḍāi’e, Musnad al-Shahāb (Beirut: Moasissah al-Risālah, 1985 AD), Hadith No: 672, 393/1.

¹⁵ Yūsaf bin ‘Abdullah al-Namrī, Jāme’ Biyān al-Ilm wa Faḍlehi (Sa‘ūdiah: Dār ibn al-Jawzī, 1424 AD), Hadith No: 1442, 433/1.

¹⁶ Al-Nisā, 142/4.

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ“¹⁷

"اے اللہ، میں عاجزی اور سستی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

اسلام کے تصور تفریح کا مقصد صرف وقت گزاری نہیں ہے بلکہ اس نے عملی، تربیتی، عسکری اور جسمانی ورزش کے مقاصد بھی مد نظر رکھے ہیں۔ تفریح کے نام پر جھوٹ، تہمت، مبالغہ آمیزی اور دوسروں کی نقل اتارنے کی اجازت نہیں دی ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہ اسلام نے ان مجلسوں میں شرکت کرنے سے روک دیا جس میں انسان اس قدر منہمک ہو جائے کہ اسے نماز و دیگر فرائض کا پاس و خیال نہ رہے یا مردوزن کا بے محابا اختلاط ہو۔

اسی لیے اسلام نے تفریح اور کھیل میں سے صرف انہی چیزوں کی اجازت دی ہے جو جسمانی یا روحانی فوائد کے حامل ہوں اور ایسے مشاغل جو محض ضیاعِ اوقات کا ذریعہ ہوں، فکر آخرت سے غافل کرنے والے ہوں یا دوسروں کے ساتھ دھوکہ فریب یا ضرر رسانی پر مبنی ہوں، ان کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اسلامی نظام کوئی خشک نظام نہیں جس میں تفریح طبع اور زندہ دلی کی کوئی گنجائش نہ ہو، بلکہ وہ فطرتِ انسانی سے ہم آہنگ اور فطری مقاصد کو بروئے کار لانے والا مذہب ہے۔

لہذا شرعی نقطہ نظر سے ہر وہ کام قابلِ تعریف ہے جو انسان کو مقصدِ اصلی پر گامزن رکھے۔ ہر اس کام کی اجازت ہے، جس میں دنیا و آخرت کا یقینی فائدہ ہو۔ یا کم از کم دنیا و آخرت کا خسارہ نہ ہو۔ ویسے بھی رحمۃ للعالمین کی شان مبارکہ ہے کہ آپ خوشیاں تقسیم فرماتے اور لوگوں کے غم دور فرماتے۔ ایک مومن کو بھی ایسا ہی ہونا چاہیے۔

مزاح وہ شستہ شائستہ قول اور فعل ہے جس سے ہر ایک کا دل خوشی سے دوچار ہو۔ سننے والے اور جس کے بارے کہی جا رہی ہے کوئی رنجیدہ خاطر نہ ہو۔

انسانی زندگی اور تفریح کا چولی دامن کا ساتھ رہا ہے، سائنسدان اس امر پر متفق ہیں کہ اگر زندگی سے مزاح یا تفریح نکال دی جائے تو پھر انسان اور روبوٹ میں کوئی فرق نہیں رہے گا، غیر معمولی ذہین افراد جہاں اور بہت سی باتوں میں دوسروں سے مختلف ہوتے ہیں، وہیں ان کی تیز اور برجستہ حس مزاح بھی انھیں عام افراد سے ممتاز کرتی ہے۔ اس حوالے سے متعدد معروف کامیڈینز پر تحقیق کی گئی اور یہ بات سامنے آئی کہ تیز حس مزاح کے پیچھے دراصل ان کی غیر معمولی ذہانت کا فرما تھی۔

انسانی نفسیات پر مزاح کے اثرات

علمِ نفسیات ایک ایسا معقول علم ہے جسکے تحت بنیادی طور پر انسان کی ذہنی اور دماغی زندگی اسکی ابتداء اور اسکے مختلف پہلوؤں سے بحث کی جاتی ہے۔ نفسیات کی تعریف مختلف مفکرین نے الگ الگ الفاظ میں کی ہے لیکن تمام مفکرین کے خیالات کو یکجا کر دیا جائے تو نفسیات کی تعریف یہی ہوگی کہ ایک ایسا علم جسکے تحت انسان کے دماغ، ذہن، خیالات، احساسات، کردار اور اس سے سرزد ہونے والے مختلف افعال پر بحث کی جاتی ہے۔ ڈاکٹر سلیم اختر کے مطابق:

”علمِ نفسیات ایک ایسا وسیع اور شاندار موضوع ہے جو انسانی رویوں اور انسان کے شعور و آگہی (انسان کی داخلی دنیا یا داخلی تعامل) سے بحث کرتا ہے اور یہ انسانی ذہن کے معمول کو حل کرنے میں اپنا کردار ادا کر سکتا ہے۔ علم

¹⁷ Muḥammad bin Ismā'il Bukhārī, Al-Jāme' al-Sahih, Kitāb al-Da'wāt, Bāb Al-Ta'awuz Min Fitnat e al-Maḥyā (Beirut: Dār Ṭauq al-Nujāt, 1422 AD), Ḥadith 6367, 79/8.

نفسیات کے گوناگوں اصول ہیں جنہیں ہم اپنی روزمرہ کی زندگی میں اکثر استعمال کرتے رہتے ہیں "محبت، نفرت اور خوف کے بنیادی جذبات پر انسان کے مزاج کا آئینہ تشکیل پاتا ہے۔ علم نفسیات اب فرائیڈ کے نفسیاتی تجربے تک محدود نہیں رہا بلکہ کلینکل سائیکالوجی (Clinical Psychology) اور جذباتی تحقیق کی صورت ڈھل چکا ہے۔ نفسیات (Psychology) رویے اور ذہن کی سائنس ہے کہ آپ کا شعور ولا شعور کیسے کام کرتا ہے اور کن باتوں سے ہمیں غصے اور ہمدردی کے جذبات آتے ہیں، جو خالصتاً حیاتیاتی کیمیائی عمل کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ ہمارے نیورونز، برقی شعاعوں سے پیغامات کا تبادلہ کرتے ہیں جس کا تعلق گنتی سے ہوتا ہے۔"¹⁸

اشتراکی مفکر اعظم کارل مارکس کا معاشی اساس اور بالائی ڈھانچہ (Base & Superstructure) کا نظریہ انسان کے اعمال، اخلاقیات، فکر اور نفسیات سمیت ہر چیز پر منطبق ہوتا ہے۔ انسانی نفسیات کی تشکیل اور تعمیر متعلقہ معاشرے میں مادی حقائق کے مطابق ہوتی ہیں۔ انسانی ذہن مادی دنیا میں موجود معاشی تعلقات کے اظہار کا ذریعہ یوں ہے کہ "انسانی ذہن کا وجود صرف معاشرے میں ہوتا ہے اگر اسے معاشرے اور معاشرتی شعور سے ہٹا دیا جائے تو وہ انسانی طریقے سے مادے کو تصور میں تبدیل نہیں کر سکتا۔ تصور (شعور) کا وجود صرف اس وقت ہوتا ہے جب اسے یہ تین ستون سہارا دیتے ہیں۔ خارجی شے، انسانی ذہن اور معاشرتی شعور جو اپنے اندر معاشرتی طور پر پیدا کیے ہوئے انعکاس کی شکلیں، جن کی انسانیت کے گزشتہ ارتقاء کے دوران ترتیب دی گئی ہے، جمع کرتا ہے۔ تشکیل الرحمن کے مطابق:

"نفسیات (Psychology) کا مضمون نہ تو انسانی معاشرے سے الگ تھلگ وجود رکھتا ہے اور نہ ہی علم نفسیات کوئی دائمی اور غیر متبدل چیز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حالات میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ علم نفسیات کی تعریف میں بھی تبدیلی آتی رہی ہے"¹⁹

زمانہ قدیم میں اسے روح کے مطالعہ (Study of Psyche) کا درجہ قرار دیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اسے ذہنی حیات (Mental Life) سے تعبیر کیا گیا۔ جب دنیائے مزید ترقی کی تو اسے انسان کے شعوری تجربے (Conscious Experience) کو قرار دیا اور اب سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے دور میں اس کو انسانی رویوں کا علم (Study of Human Behaviors) کہا جا رہا ہے۔

نفسیات کی وسعتیں:

اس کرہ ارض میں مقیم جتنے بھی آدم و حوا کے رویوں اور برتاؤ کے رنگ ہیں، اتنے ہی نفسیات کے رنگ ہیں۔ ڈاکٹر سلیم اختر کے مطابق:

"مزاج کی یہ سائنس تجرباتی نفسیات سے شروع ہو کر آج حیاتیاتی یعنی نیوروسائیکالوجی، رویہ جاتی یعنی "نفسیاتی مزاج شناسی" (Psychological behaviourism)، ذہنی نفسیات (Cognitive psychology)، سماجی نفسیات، شخصی نفسیات (Personality psychology)، لاشعوری دماغ اور نفسیات، حوصلہ افزائی کی نفسیات، ڈویلپ منٹل سائیکالوجی، بیہیوریل جینیٹکس، دماغی صحت کیلئے پروفیشنل سائیکالوجی، سائیکوڈائنامک

¹⁸ Dr.Salīm Akhtar, Nafsiyātī Tanqīd (Lāhore: Majlis Taraqī Adab Urdū, 2014 AD), 93.

¹⁹ Shakīl ur-Rehman, Adab aur Nafsiyāt (Patnah: Ishā'at Ghar, 1980AD), 69.

سائیکو تھراپی، تعلیمی نفسیات، انڈسٹریل اینڈ آرگنائزیشنل سائیکالوجی اور ہیلتھ سائیکالوجی تک جاتی ہے۔ اس کے علاوہ مذہبی، معاشی، لسانی، گروہی، بین التعلقات جیسے کئی شعبوں میں نفسیات کا دائرہ بڑھ کر معاشرتی علوم سے کہیں آگے سائنسی علوم میں داخل ہو گیا ہے۔²⁰

شکیل الرحمن کے مطابق:

”زندگی کے اندر رہتے ہوئے اس کے ماحول کو سمجھتے ہوئے اور موجودہ معاشرے میں پروان چڑھنے کے لئے معاشرتی، معاشی اقتصادی اور اخلاقی امور کو مد نظر رکھنا سب سے اہم اور ضروری کام ہے معاشرے میں موجود مزید تمام کامیابیاں یا ناکامیاں اور ان جیسے تمام احساسات افسردگی ہو یا مایوسی، کم تری یا محرومی، تنہائی ہو یا ناکامی ان تمام احساسات کے بادل زندہ دلی کی روشنی سے جھٹ جاتے ہیں۔“²¹

Psychology is the science of behaviour and cognitive process

علم نفسیات رویوں اور شعوری عمل کے علم کا نام ہے۔ رویہ سے ہماری مراد انسانوں کے قابل مشاہدہ، عمل اور رد عمل ہیں۔ اسی طرح شعوری عمل سے ماہرین نفسیات ہماری ذہنی صلاحیت کا ہر پہلو مثلاً ہمارے خیالات، یادداشتیں، ہم کیسے سوچتے ہیں، ہم کیسے فیصلے کرتے ہیں وغیرہ مراد لیتے ہیں۔ الغرض ماہرین نفسیات قابل مشاہدہ رویوں اور ذہنی صلاحیت کا مطالعہ کرتے ہیں۔ علم نفسیات کا بڑا مقصد انسانی رویوں کی تحلیل و تجزیہ کرنا، بیان کرنا، تشریح کرنا اور اسے بہتر بنانا ہے۔ گو کہ ماہرین نفسیات کے موضوعات مختلف ہوتے ہیں لیکن سب کا ایک مشترک مقصد بہتر زندگی گزارنے میں لوگوں کی مدد کرنا ہوتا ہے۔ کچھ ماہرین اس کام کو اس طور پر انجام دیتے ہیں کہ، لوگ کیسے سوچتے، محسوس کرتے اور برتاؤ کرتے ہیں، اس کی بنیادی سمجھ فراہم کرتے ہیں۔ دیگر ماہرین حقیقی زندگی کے مسائل، جو ہماری روزمرہ زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں، ان کو حل کرنے کے لئے اطلاقی و تطبیقی طور پر کام کرتے ہیں۔ اس طرح علم نفسیات انسانی زندگی کے ہر پہلو پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔

”بعض افراد کی قبر پر کتبہ کچھ یوں ہونا چاہیے۔ انتقال تیس برس کی عمر میں ہوا اور دفن ساٹھ برس کی عمر میں ہوئے۔ مردہ دل در حقیقت خاک جیتے ہیں، بعض افراد زندگی کو خود عذاب بنا لیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے شب و روز خود ترسی اپنی محرومیوں پر حسرت کرتے کرتے گزرتے ہیں لیکن زندگی ہمیں آنسو بہانے کے لیے نہیں عطا کی گئی یہ زندگی بیش بہا نعمت ہے اس پر شکوہ کفران نعمت ہے“²²

زندگی حوادث سے الجھ کر مسکرانے کا نام ہے، انہیں الجھنوں کو ختم کر کے زندگی کے اندر رنگینیاں اور اسی زندگی کے اندر مسکراہٹ اور خوشی لانے کا نام ہے اگر کوشش کی جائے تو، فرحت قلبی و ذہنی دونوں ہی ممکن ہیں۔ یہ فلسفہ کوئی مشکل چیز نہیں ہے صرف اپنے چہرے پر مسکراہٹ دل کے اندر فرحت، خوش طبعی اور مزاح کو پروان چڑھانا ہو گا دشواریوں پر اٹک بہانے کا نہیں، اس زندگی کی قدر کیجئے قدرت نے آپ کو جو صلاحیتیں عطا کی ہیں اس کا شکر ادا کیجئے۔ جو وسائل اور جو قوت و توانائی دی ہے اس کو زندگی کی خوش کن بنیادوں پر تعمیر کرنے کے لئے استعمال کیجئے۔ یہی زندگی کا وہ مقصد ہے جس کے لئے انسان کی تخلیق کی گئی ہے۔

²⁰ Dr.Salim Akhtar, Nafsiyātī Tanqīd, 55.

²¹ Shakīl ur-Rehman, Adab aur Nafsiyāt, 31.

²² Dr.Salim Akhtar, Nafsiyātī Tanqīd, 84.

مزاح اور انسانی نفسیات:

فلسفہ اور نفسیات اور یہاں تک کہ جسمانیات میں بھی مزاح کے سب سے زیادہ نمائندہ نظریہ، بہبود، راحت یا تندرستی کا نظریہ ہے۔ بڑے پیمانے پر بات کرتے ہوئے، یہ تجویز کرتا ہے کہ ہنسی مزاح (جس کا واضح جسمانی اثر ہے) کے عصبی نظام پر اثرات مرتب ہوتے ہیں اور تناؤ کی مختلف سطحوں کو آزاد ہونے کی اجازت دیتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں ہنسی مزاح اور خوش طبعی ذخیرہ شدہ اعصابی توانائی کو جاری کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اگرچہ ایک نے کہا کہ ہنسی کی وجہ احساس برتری ہے دوسرا تجویز کرتا ہے کہ اس کی بجائے یہ متضاد چیزوں کو سمجھنے کا اثر ہے۔ مثال کے طور پر، کوئی ایسی چیز جو ہماری اقدار یا ہماری ذہنی سکیموں کے خلاف ہو۔ ارسطو نے کہا ہے کہ:

”حوادث کا مقابلہ مسکراہٹوں سے کیا جائے تو مصائب کے خار پھول بن جاتے ہیں۔ ہنسی کو ذریعہ علاج بنانے سے

زندگی خوشگوار بن جاتی ہے“²³

ڈاکٹر فوزیہ چودھری کے مطابق:

”فنون لطیفہ کی ہر شاخ انسانی نفسیات پر گہرے اثرات چھوڑتی ہے بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ ان کی تخلیق کا سبب بھی انسانی دماغ کے تناؤ کو کم کرنا ہے، کیونکہ حیات انسانی کی دشواریاں انسان کو اس قابل نہیں چھوڑتیں کہ وہ مسرت اور شادمانی کے ساتھ جی سکے، زندگی سے لذت اٹھا سکے اور اپنے وجود کی اہمیت کو محسوس کر سکے۔ فن مزاح اسے اپنے وجود پر اعتماد بخشتے ہیں اور اسے اس قابل بناتے ہیں کہ وہ انسان رہ سکے اور اس کائنات میں اپنے وجود کی اہمیت اور فضیلت کو برقرار رکھ سکے۔“²⁴

ڈاکٹر سلیم اختر کے مطابق:

”مزاح کا تعلق ادب سے ہے اور اگر اسے فنون لطیفہ کی ایک ذیلی شاخ قرار دیں تو یہ کچھ غلط نہ ہوگا، لیکن انسانی نفسیات پر اس کے محرکات، فنون لطیفہ یا ادب کی تمام تر شاخوں سے زیادہ گہرے مرتب ہوتے ہیں، کیونکہ ان کے بطن میں وہ قوت موجود ہوتی ہے جو اصلاحی پہلو رکھنے کے ساتھ ساتھ ذہنی تناؤ کو کم کر سکنے پر بھی قادر ہے۔“

25

ادب کی دوسری شاخوں میں ہمارے جذباتی پہلوؤں اور انسانیت کی تسکین کا سامان تو بہتر طور پر موجود ہوتا ہے مگر وہ دائمی مسرت کے پھول کھلانے پر قادر نہیں ہوتی۔ شاعری میں اگرچہ بڑی قوت اور تاثیر ہوتی ہے مگر وہ خوابوں کو حقیقی شہادت عطا نہیں کر سکتی۔ جب کہ طنز و مزاح میں یہ قوت ہوتی ہے کہ وہ غیب سے مسرت کی کرن مستعار لے کر ہمارے سلگتے ہوئے ہونٹوں کو مسرت کی خنک پھوار سے شادماں کر سکے۔

اس سے جہاں ہم موجودہ الجھنوں سے نجات پاتے ہیں، وہاں ہماری نفسی تسکین کا سامان بھی ہوتا ہے۔ یعنی طنز و مزاح ہی وہ قوت ہے جو ہمارے تناؤ کو کم بھی کرتی ہے اور ہمارے وجود کی دیرپا تسکین کا سبب بھی بنتی ہے۔ فنون لطیفہ کی تمام تر شاخیں بشمول ادب انسانی نفسیات کے کسی نہ کسی پہلو کی عکاسی کرتی ہیں۔ کہیں تصویر کے پردے میں، کہیں قطعہ کہنے کے اسلوب کا سہارا لے کر، کہیں شعر کے

²³ Dr. Khurshid Sami, Naī Tanqīd key Peach o Kham (Lakhnau: Nusrat Publisher, 2005 AD), 64.

²⁴ Dr. Salīm Akhtar, Nafsiyātī Tanqīd, 44.

²⁵ Dr. Khurshid Sami, Naī Tanqīd key Peach o Kham, 64.

پردہ زنگاری میں اور کہیں تبسم کی منور روشنی میں انسانی نفسیات کی مختلف پر تیں اپنی جھلک دکھاتی ہیں اور اس طرح اس کے وجود کی ماہیت کا ادراک کرنا ممکن ہوتا ہے۔ آداب کی رعایت کرتے ہوئے، اخلاقی حدود میں رہ کر کھیل کود، زندہ دلی، خوش مزاجی اور تفریح کی نہ صرف یہ کہ اجازت ہے؛ بلکہ بعض اوقات بعض مفید کھیلوں کی حوصلہ افزائی بھی کی گئی ہے۔ ڈاکٹر خورشید سمیع کے مطابق:

”طنز و مزاح ادب کا ایک ایسا رویہ ہے جس میں ماحول کی ناہمواری اور نا آسودگیوں کے تصادم اور احساس تفاخر کا مضحکہ اڑایا جاتا ہے۔ یہ انسانی نفسیات کے دورویہ ہونے کا محاکمہ کرتا ہے۔ ماحول کی ناہمواری پر ہنسنا یا اپنی کسی کجی پر خندہ کرنا جہاں فطرت انسانی کے اظہار کا خداداد ملکہ ہے وہاں یہ انسانی نفسیات کے مطالعے کا ایک دلچسپ حوالہ بھی بنتا ہے۔ آخر ہم اپنا، دوسروں کا، معاشرے کا یا تہذیب کا انسانی مضحکہ کیوں اڑاتے ہیں؟ یا وہ کیا نفسانی محرکات ہیں جو ہمیں کبھی خود پر اور کبھی دوسروں پر ہنسنے کے لیے مجبور کرتے ہیں“²⁶

یہ بات بالکل واضح ہے، ہر انسانی عمل کی بنیاد انسانی نفسیات پر ہوتی ہے، خواہ ہم اس عمل کے نفسانی محرکات سے آگاہ ہوں یا نہ ہوں۔ مزاح کی بنیاد بھی ایسے انسانی اعمال پر ہے جن کی بنیاد نفسیاتی محرکات پر ہوتی ہے اور ہر محرک اپنا ایک حلقہ اثر بھی رکھتا ہے۔ اس حلقہ اثر کی بھی دو پر تیں ہوتی ہیں۔ اس حلقہ اثر کا ایک سر او عمل کے وجود میں آنے کا جواز ہے اور دوسرا اس کا نشانہ بننے والے کی ذات، یعنی مزاح تخلیق کرنے والے اور مزاح کا نشانہ بننے والے کے مابین تعلق اسی نفسیاتی محور کی تکمیل سے پیدا ہوتا ہے۔ کسی بھی طنزیہ مزاحیہ ادب پارے کے مطالعے سے ان دونوں پہلوؤں کی تہہ داری اور باطنی کیفیت کو جانچا جاسکتا ہے، یعنی یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ مزاحیہ ادب تخلیق کرنے والے نے اسے کس نفسیاتی ضرورت کے تحت خلق کیا اور وہ کیا اثرات ہیں جو وہ اپنی اس تحریک کے ذریعے مرتب کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔ یہ علت اور معلول کا تعلق ہے۔ معاشرے کے مروجہ قواعد و ضوابط سے انحراف کا عمل بھی ہنسی کا باعث بنتا ہے اور انحراف کے مرتکب شخص کی حرکات معاشرے کے دوسرے افراد کو مخطوط کرتی ہیں۔ مسخرے اور مزاحیہ کردار اس کی مثال ہیں۔

معاشرتی تضاد:

ہنسی تضاد کی پیداوار ہے اور یہ تضاد مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً یہ تضاد شخصیت کا بھی ہو سکتا ہے، کردار کا بھی، تہذیب کا بھی ہو سکتا ہے اور سماج کا بھی اور نشست و برخاست کا بھی، سمجھ کا بھی ہو سکتا ہے اور ذہانت کا بھی، اولیت کا بھی ہو سکتا ہے اور جدت کا بھی، گویا ہر ہنسی کسی نہ کسی تضاد کی مظہر ہوتی ہے اور تضاد کا مزاحیہ اظہار (ہنسی) ان رویوں پر ایک تنقید ہے۔ ڈاکٹر سلیم اختر کے مطابق:

”مزاح کے اس نظریہ نے بعد ازاں ”اعصابی ہنسی“ کے بارے میں وضاحتیں پیدا کیں، جو ایسی صورت حال میں خود کو ظاہر کرتی ہے جو غیر متوقع، بے چین، مضحکہ خیز یا تکلیف دہ معلوم ہوتی ہے، لیکن یہ ایسے تناظر میں واقع ہوتا ہے جہاں ہم واضح طور پر جذبات کا اظہار نہیں کر سکتے ہیں۔ ہنسی مزاح اور قہقہوں کے ذریعہ، ہم اس صورت حال میں پیدا ہونے والی عدم مساوات یا تکلیف کو ظاہر کرتے ہیں“²⁷

²⁶ Dr. Khurshid Sami, Nā Tanqīd key Peach o Kham, 64.

²⁷ Dr. Salīm Akhtar, Nafsiyātī Tanqīd, 44.

اس کی ایک اور مثال سیاسی مزاح بھی ہو سکتا ہے۔ ایک بار پھر، عوامی نمائندوں، نظریات یا سیاسی نمائندگی کے عہدوں پر فائز لوگوں کے طرز عمل کے عدم اتفاق کو دیکھتے ہوئے، مزاح، طنزیہ، ستم ظریفی، طنز و مزاح کے ذریعے جواب دینا ایک عام بات ہے۔ اس طرح سے مزاح ایک اہم سیاسی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ ہمیں معاشرتی طور پر قابل قدر انداز میں اپنے اختلاف کا اظہار کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ جو آسانی سے مشترکہ اور مختلف لوگوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ زندگی زندہ دلی کا نام ہے۔

مزاح انسانی اور اس کے اثرات:

ہر انسان و نور جذبات سے مغلوب ہو کر ہنستا ہے۔ اگرچہ رونے سے بھی جذبات کی شدت میں کمی آتی، مگر یہ رویے پر منحصر ہے۔ گویا ہنسنے کے بعد انسان کے جذبات کا تناؤ کم ہو جاتا ہے اور وہ ایک طرح کی آسودگی محسوس کرتا ہے۔ دباؤ کم ہونے پر بھی ہنسی آتی ہے۔ مزاح کا مقصد دبے ہوئے جذبے کو تحریک دینا ہے اور یہ تحریک ہنسی کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ گویا ہنسی کٹھار سس کا ایک ذریعہ ہے اور یہ تطہیر جذبات کا کام بڑی خوش اسلوبی سے کرتی ہے۔

طبی اثرات:

اور لین وٹ مارڈن کا کہنا ہے کہ:

”زندگی کا بہترین فلسفہ یہ ہے کہ ہنسو اور صحت مند ہو جاؤ اگر ہر شخص کو ہنسی کی قوت کا اندازہ ہو جاتا اور وہ یہ جانتا ہوتا کہ یہ کتنا موثر ٹانگ ہے تو بہت سے ڈاکٹروں کو اپنا پیشہ ترک کرنا پڑ جاتا۔ یہ وہ قدرتی علاج ہے جو ان کے پورے جسم کو پاکیزہ اور تروتازہ کر دیتا ہے جب ہم ہنستے ہیں تو پھیپھڑوں کے پردوں سے لے کر جگر و شکم تک ایسی تیز لہریں پھیلتی ہیں کہ تمام اعضاء کی مکمل ورزش ہو جاتی ہے“²⁸

ہر مرتبہ جب ہم پوری سانس لیتے ہیں تو پھیپھڑوں اور شکم کے پردوں کے پھولنے اور پچکنے سے اندرونی اعضاء کی ورزش ہو جاتی ہے۔ ہنسنے اور قہقہہ لگانے سے یہ عمل اتنا بھرپور ہوتا ہے کہ نظام ہضم کو تیز کر دیتا ہے۔ دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے دوران خون میں تیزی آ جاتی ہے سانس تیز ہو جاتی ہے اور جسم کے گوشے گوشے کو یہ عمل متاثر کر دیتا ہے۔ اس لیے یہ مقولہ درست ثابت ہو جاتا ہے کہ زندہ دلی زندگی کی توانائی ہے۔ یہ انسان کے جسم اور روح دونوں کو نئی توانائی اور تازگی بخشتی ہے۔

ڈاکٹر اولیو کے مطابق:

”خوشی خدا کی عطا کردہ دوا ہے ہر شخص کو اس سے غسل کرنا چاہیے پریشانی غم اور مایوسی تمام بیماریاں اس سے دور لے جاتی ہیں ڈاکٹر نے کہا تھا کہ خوشی سے لگایا ہوا ایک بھرپور قہقہہ ذہنی صحت کے لئے تمام دواؤں سے زیادہ موثر ہوتا ہے۔ غم پریشانی اور خوف انسان کے بدترین دشمن ہیں۔ افسردگی چڑچڑاپن بد دلی میں مبتلا انسان کا اعتماد زندگی سے اٹھ جاتا ہے خود اپنی صلاحیتوں اور اپنے مقصد حیات پر اس کو بھروسہ نہیں رہتا۔ وہ مایوس اور بد مزاج اور مفلوج ہو جاتا ہے ایسے تمام منفی جذبات معاشرے کے لئے لیے مضر اثرات چھوڑتے ہیں۔ شخصیت کا حسن

²⁸ Dr. Khurshid Sami, Naī Tanqīd key Peach o Kham, 64.

انسان کے ذوق و ظرفیت میں ہوتا ہے خوش دلی انسان کی شخصیت کو سراپہ دلکش بنادیتی ہے۔ وہ ہر محفل میں ہر دل عزیز بن جاتا ہے، خوش دلی ایک سستا علاج ہے“²⁹

مشہور عالم سر جن شاہ و اسی نے کہنا ہے کہ:

”خوش مزاجی ایک ایسا فلسفہ ہے جس سے صحیح طور پر سمجھنے کی کوشش نہیں کی گئی اس کی ابتدا بچوں سے کرنی چاہیے اپنے بچوں کو خوش رہنے اور کھل کر ہنسنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ یہ ان کی جسمانی اور روحانی نشوونما کے لیے موثر ترین دوا ہے۔ یہ عادت نہ صرف آپ کے بچوں کو خوش رکھے گی بلکہ پورے گھر میں اور معاشرے میں مسرت کی روشنی پھیلانے کی خوشی سے بکھرنے والی مسکراہٹوں، تہنیتوں میں ایسی ہم آہنگی اور ایسی موسیقی ہے جو روح کو تازگی بخشتی ہے اور گرد و پیش سے مایوسی اور غم کی تاریکیوں کو دور کر دیتی ہے“³⁰

قدیم زمانے میں مزاج نگاروں، مسخروں کی بڑی قدر کی جاتی تھی وہ بڑے بڑے شاہی درباروں میں مقبولیت حاصل کرتے تھے تھامس کارلائل نے کہا کہ ہنسی مزاج وہ کجی ہے جو انسان کے پورے وجود کو دلکش بنادیتی ہے۔

زندگی کو شادمان بنانے کے لئے نئے طریقے مزاج و خوش طبعی کو زندگی کا حصہ بنا لیجیے، زندگی خوشگوار ہو جائے گی پریشانیاں جھٹ جائیں گیں۔ ایک امیر آدمی کے مقابلے میں قدرت نے ہزار ہا مسرتوں کے مواقع ہی مواقع فراہم کئے ہیں۔ جو بلا کسی خرچ کے حاصل کیے جا سکتے ہیں ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جب ہم آرام، تکلیف اور غم سے بے پرواہ ہو کر اپنے فرائض کی ادائیگی میں منہمک ہو جاتے ہیں تو مسرت ہمارے دامن میں خود بخود آجاتی ہے ہر ایک کو مسرت کا ایک پیالہ پیش کرنا بلاشبہ فرشتہ صفت لوگوں کا کام ہے اور انسان کو خوبصورت اور دلکش بنانے والا کوئی عمل اس سے بہتر نہیں زندگی کو خوشگوار کرنے کے لیے اس میں مسرت، خوش دلی اور شادمانی کا فروغ ضروری ہے۔ مزاج اور خوش دلی ایک ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے انسان کی طبیعت میں سکون اطمینان ان اور خوشی واقع ہوتی ہے ہے جدید علم نفسیات کا مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی زندگی کے لئے مزاج اور اس سے جڑی ہوئی وہ تمام جزئیات مسرت و تحسین، خوش طبعی و دیگر اصطلاحات یہ سب اس کی زندگی کو نکھار کر رکھ دیتے ہیں۔ انسانی نفسیات پر مسکراہٹ کے مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

”تنفس کی بحالی، اعلیٰ خون کی گردش، چستی اور جسم میں ہارمونز کے تناؤ کو کم کرتی ہے متعدی اور دیگر امراض کا مقابلہ کرنے کی قوت میں اس کے سبب اضافہ ہوتا ہے۔ اسی طرح مسکراہٹ خوش طبعی کی وجہ سے جسم کو آرام اور سکون ملتا ہے طبیعت ہشاش بشاش ہو جاتی ہے دماغ کی نسیں کھل جاتی ہیں“³¹

معاشرہ میں محبت کے مثیروں کی طرف توجہ دلاتی ہے جن کی افراد کو ضرورت ہوتی ہے اور ان معاملات کی طرف جو افراد کے درمیان فکر طلب امور ہوں۔ معاشرہ جو تبسم، خوش طبعی اور مزاج کے ساتھ متصف ہوتا ہے وہ باہمی تعاون میں بھی ممتاز ہوتا ہے۔

²⁹ Hārūn Mu‘āviyah, Ta‘līmāt e Nabvī aur Jadīd Ilm e Nafsiyāt (Lahore: Maktabah Bait al-‘Ulūm, 1985 AD), 87.

³⁰ Dr. Salīm Akhtar, Nafsiyātī Tanqīd, 44.

³¹ Hārūn Mu‘āviyah, Ta‘līmāt e Nabvī aur Jadīd Ilm e Nafsiyāt 52.

بے شک مسکراہٹ، خوش طبعی، اخلاص، تحمل اور وفا کے معاملے میں عجیب و غریب طریقے سے اثر انداز ہوتی ہے۔ اور اس وجہ سے تعاون کا وہ بے مثال رشتہ وجود میں آتا ہے جس کی ہر معاشرہ آرزو کرتا ہے اسلامی تعلیمات کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی لطیف مسکراہٹ اور کھلے ہوئے چہرے کے ساتھ خوش طبعی اور مزاح کے ساتھ اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ارد گرد کے لوگوں کے دلوں کو اسیر کیا اور انہیں اپنا گرویدہ بنالیا۔

اسلام اور انسانی نفسیات پر مزاح کے اثرات:

خوش و خرم انسان وہ ہے جس نے بہترین حالات کارکردگی میں نہیں بلکہ ہر قسم کے حالات کارکردگی میں محنت کرنا سیکھا ہے ایسا انسان گرد و پیش کے حالات کا خوش آئند ہونے کا انتظار نہیں کرے گا وہ اس وقت کا بھی انتظار نہیں کرے گا کہ دولت مند بن جائے، وہ کسی سنہری موقع کے انتظار میں بھی اپنا وقت ضائع نہیں کرے گا بلکہ آج جو حالات درپیش ہے انہی سے فائدہ اٹھانے کی بھرپور کوشش کرے گا اور اپنی اور اپنی زندگی میں موجود تمام واقعات کے ساتھ زندگی کو جنت بنا کر ہی دم لے گا۔

دانش مند انسان ہر روز مسرت کی ایک نیک کان تلاش کرتا ہے جو اس کائنات میں ہر سمت بکھر پڑی ہیں۔ خدا کی بنائی ہوئی اس خوبصورت دنیا میں مسرتوں کے شاداب چمن ہر جگہ موجود ہیں بہار خوشی کے جھولوں میں ہر لمحہ جھومتی رہتی ہے اور ان کو تلاش کرنے کے لئے بصیرت چاہیے۔ وہ نگاہ چاہیے جس میں اس کی شادابیوں کو تلاش کرنے کی وسعت ہو۔ تنگ نظر تنگ دل لوگ اس بصیرت سے محروم رہتے ہیں۔

بے شک خوش طبعی اور مزاح کے اچھے اثرات ہیں جو نفس کی طرف لوٹتے ہیں اور یہ کہ کس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی لطیف کھلی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دلوں کو پر لطف کیا کرتے تھے اور کس طرح آپ کی مسکراہٹ ان کی مدد کو حاصل کرنے اور ان کو آپ کی طرف توجہ اور اللہ کی دعوت کی طرف متوجہ ہونے اور آپ کے احکام کو قبول کرنے کا سبب بنی:

"حضرت جریر بن عبد اللہ الجلی حدیث میں واضح طور پر ظاہر ہے اور یہ حدیث یہ تاثر دیتی ہے کہ اس صحابی نے جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسکراتے ہوئے ہی دیکھا پس اس معاملے کی انہوں نے اس قول کے ساتھ خبر دی "

"قَالَ: مَا حَجَبَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ، وَلَا زَائِنِي إِلَّا تَبَسَّمْ فِي وَجْهِهِ"³²

"جب سے میں نے اسلام قبول کیا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے پاس آنے سے) کبھی نہیں روکا اور

جب بھی آپ نے مجھے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے"

اللہ تعالیٰ نے قرآن کے اندر ذکر کیا ہے:

"وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۖ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا

السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ"³³

"اور اس سے اچھا قول کس کا ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور صالح عمل کرے اور کہے کہ میں سر

³² Muslim Bin Al-Hajaj, Al-Jame' Al-Sahih (Beirut: Dar Ehyā al-Turāth al-Arbī, 1419 AD), Kitāb Faḍāil e Seḥābah, Ḥadith No: 2475, 1925/4.

³³ Fūṣilat, 33-35/41.

جھکانے والوں میں سے ہوں، یعنی نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتی اور برائی کا تدارک اس (نیکی) سے کرو جو بہتر ہے پس ناگہاں وہ شخص تیرے درمیان اور اس کے درمیان عداوت ہے یوں بن جائی گے گویا تمہارا جانی دوست۔

اس آیہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے دعوت الی اللہ کی فضیلت کو واضح کیا ہے اور یہ عمدہ ترین اعمال میں سے ہے۔ اس سے دل کے اندر نرمی اور الفت کا ایک عجیب سا امتیاز پیدا ہوتا ہے جو کہ بڑا پر اثر ہوتا ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”اسْتَأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَمِعَ صَوْتَ عَائِشَةَ عَالِيًا، فَلَمَّا دَخَلَ تَنَاولَهَا لِيَلْطِمَهَا، وَقَالَ: أَلَا أَرَاكَ تَرْفَعِينَ صَوْتَكَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْجُزُهُ، وَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُغَضَّبًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ «كَيْفَ رَأَيْتَنِي أَنْقَذْتُكَ مِنَ الرَّجُلِ؟» قَالَ: فَمَكَثَ أَبُو بَكْرٍ أَيَّامًا، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى ﷺ فَوَجَدَهُمَا قَدْ اصْطَلَحَا، فَقَالَ لَهُمَا: أَذْخِلَانِي فِي سَلَمِكُمَا كَمَا أَذْخَلْتُمَانِي فِي خَيْرِكُمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «قَدْ فَعَلْنَا قَدْ فَعَلْنَا»³⁴

”حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت چاہی۔ اسی درمیان آپ کو گھریلو معاملات میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز بلند محسوس ہوئی۔ جب آپ گھر میں داخل ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف مارنے کے لیے لپکے اور اپنی بیچی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اونچی آواز میں گفتگو کرتے ہوئے نہیں دیکھ رہا ہوں؟ یہ دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کے والد کی مار سے بچانے کی کوشش کرنے لگے۔ اسی دوران حضرت ابو بکر غصہ کی حالت میں گھر سے نکل گئے۔ حضرت ابو بکر کو لگتے دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے فرمایا کیا خیال ہے؟ میں نے تمہیں ”اس شخص“ سے بچایا کہ نہیں؟ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر کچھ دنوں تک ناراض رہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں حاضر ہو کر اندر آنے کی اجازت چاہی، گھر جا کر محسوس کیا کہ آل حضرت اور حضرت عائشہ کے مابین صلح ہو چکی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ: آپ دونوں مجھے اپنی صلح میں شامل کر لیجیے؛ جس طرح آپ دونوں نے مجھے اپنے جھگڑے میں شامل کیا تھا، تو آں حضرت نے فرمایا کہ: جی ہاں آپ کو صلح میں شامل کر لیا“

اس حدیث میں ابو کے رشتہ کے حامل بزرگ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محض ”الرجل“ کہنے سے جو مزاج پیدا ہوتا ہے، اسے کوئی بھی شخص محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس کے بعد اخلاق حسنہ کے اظہار کی ضرورت کو بیان کیا اور اسی جگہ مسکراہٹ کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی، اور اسی خوش طبعی کی دعوت و تبلیغ میں بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہ جاذبیت کے اسرار و موزوں سے ہے، تو وضع

³⁴Abū Dāūd Sulaimān bin al-Ashath, Sunan (Beirūt: Al-Maktabah al-‘Aşriyah, 1403AD, Kitāb al-Adab, Hadith No: 4999, 300/4.

پر دلالت کرنے والی ہے، اور قبول کی طرف لے جانے والی ہے اور جن کو دعوت دی جاتی ہے ان کو پرسکون ہشاش بشاش کرنے والی ہے اور ان معاملات میں خوش طبعی، مسکراہٹ و مزاح زیادہ پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

بلاشبہ مسکراہٹ و عظ و نصیحت کتابوں سے زیادہ مدعوین پر اثر انداز ہوتی ہے۔ یہ خوش طبعی مزاح اور طبیعت کا خوش حال ہونا اپنے بھائی کے لئے دینی فریضہ کے لئے، دعوت و تبلیغ کے لیے، اسی لہجہ کو برقرار رکھنا ضروری ہے۔ اسی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم و مزاح پر ابھارا ہے اور اس میں رغبت اختیار کی ہے۔

لام ترمذی نے اپنی سنن ترمذی میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند کے ساتھ اس کو درج کیا ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”تَبَسُّمَكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَأَمْرُكَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَإِشْرَاؤُكَ الرَّجُلَ فِي أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَبَصْرُكَ لِلرَّجُلِ الرَّدِيءِ الْبَصَرَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَإِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشُّوْكَهَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيقِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَإِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِي دَلْوِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ“³⁵

"اپنے بھائی کے سامنے تمہارا مسکراتا تمہارے لیے صدقہ ہے، تمہارا بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا تمہارے لئے صدقہ ہے، بھٹک جانے والی جگہ میں کسی آدمی کو تمہارا راستہ دکھانا تمہارے لیے صدقہ ہے، ناپینا اور کم دیکھنے والوں کو راستہ دکھانا تمہارے لئے صدقہ ہے، پتھر، کاٹنا اور ہڈی کو راستہ سے ہٹانا تمہارے لئے صدقہ ہے، اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈھول میں تمہارا پانی ڈالنا تمہارے لیے صدقہ ہے، جو درہم و دینار کا مکلف نہیں نا ہی ہلاکت میں ڈالتا ہے اور نہ ہی وقت لیتا ہے لیکن مادی عطاؤں پر ترجیح رکھتا ہے اور نفس میں ایجابی تاثیر پیدا کر دیتا ہے اور محبت کو پھیلاتا ہے۔"

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملاقات کے وقت تبسم مسکراہٹ پر تاکید فرمائی ہے کیونکہ یہ طریقہ بہت زیادہ پر اثر ہوتا ہے۔

مزاح کے معاشرے پر اثرات:

خوش طبعی انسان کی ذات پر اپنے اثرات رکھتی ہے اور معاشرے پر بھی اس کے خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ وہ معاشرہ جس کے افراد سعد خندہ پیشانی و خوش دلی خوش طبعی اور مسکراہٹ جیسے اوصاف کے ساتھ متصف ہوتے ہیں اس معاشرہ کے افراد کی ذہنی حالت بہت مضبوط و مستحکم ہوتی ہے اور آپس میں محبت اور الفت پھیل جاتی ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند کے ساتھ اس حدیث کو اپنی صحیح میں درج کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

”لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا، وَلَوْ أَنَّ تَلَقَّى أَخَاكَ بِوَجْهِ طَلْقٍ“³⁶

"احسان اور نیکی کو کم مت سمجھو اور یہ بھی ایک احسان ہے کہ اپنے بھائی سے کشادہ پیشانی کے ساتھ ملے یعنی کھلے

³⁵ Muḥammad bin 'Esā al-Tirmazī, Al-Sunan (Egypt: Maktabah wa Maṭba'h, 1403 AD), Abwāb al-Bir wa al-ṣillāh, Ḥadīth No: 1956, 339/4.

³⁶ Muslim Bin Al-Ḥajāj, Al-Jāme' Al-Saḥīḥ (Beirut: Dār Ehyā al-Tūrāth al-Arbī, 1419 AD), Kitāb Faḍāil e Sehābah, Ḥadīth No: 2475, 1925/4.

ہوئے اور مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ۔ خوش دلی کے ساتھ مسکراہٹ کے ساتھ اپنے بھائی کے ساتھ ملاقات کرے یعنی اپنے بھائی کے لیے خوش طبعی، خوش خلقی اور احسن طریقے سے اس کے سامنے پیش آنا۔“

یہی وہ خوش طبعی تھی جو اسلام کی بنیادوں میں میں محبت اور دلیری کا باعث بنی اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زندگیوں کو آپس میں جوڑ دیا گیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زندگیوں میں خوش طبعی میلان کی کیفیت نے ایک انقلاب برپا کر دیا۔ تبسم اور مزاح کے معاشرے پر جو اثرات ہیں ان میں سے ایک اثر سر یہ بھی کہ مشکلات کا کم ہو جانا۔ خوش طبعی اور مسکراہٹ مد مقابل کے غصہ کو ٹھنڈا کرنے میں مدد دیتی ہے معاشرے پر اس کے مثبت فوائد و اثرات مرتب ہوتے ہیں کہ کم مشکلات جنم لیتی ہیں اور جرائم وغیرہ کم تعداد میں جنم لیتے ہیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی خوش طبعی، مسکراہٹ اور تبسم کے ذریعے مشکلات کو پیدا ہونے سے روکنے اور اس کا علاج کرنے کی ترغیب دی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

”أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَزِيرَةٍ قَدْ طَبَخْتُهَا لَهُ، فَقُلْتُ لِسُودَةَ - وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِي وَبَيْنَهَا -: كُلِّي، فَأَبَتْ، فَقُلْتُ: لَنَا كُلٌّ أَوْ لَأَطْطَخَنَّ وَجْهَكَ، فَأَبَتْ، فَوَضَعْتُ يَدِي فِي الْخَزِيرَةِ، فَطَلَيْتُ وَجْهَهَا، فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَضَعَ يَدَهُ لَهَا، وَقَالَ لَهَا: «الطَّحِي وَجْهَهَا»، فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهَا“³⁷

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس خزیرہ گوشت کی پکی ہوئی ایک قسم لے کر آئیں جسے میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پکایا تھا بس میں نے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا اس حال میں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے اور اس کے درمیان تھے میں نے کہا کھا لیجیے۔ اس نے انکار کر دیا میں نے کہا تو ضرور کھائے گی ورنہ میں تمہارا چہرہ اس سے آلودہ کر دوں گی اس نے پھر انکار کر دیا۔ میں نے اپنا ہاتھ خزیرہ میں رکھا اور حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرے پر مل دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ ان کے چہرے پر رکھا اور مسکراتے ہوئے کہا ہاں تو نے اس کا چہرہ لت پت کر دیا“

بس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازواج مطہرات کے درمیان اس اختلاف کو خوش طبعی، مسکراہٹ اور خندہ پیشانی سے ان کے درمیان عدل کرتے ہوئے حل فرما دیا۔ یہی وہ معاملات ہیں جن کے ساتھ خاندان میں اختلاف کو کم کیا جاسکتا ہے۔ اور اس کے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات آپ کے حسن اخلاق آپ کی بشاشت اور تبسم، آپ کی خوش طبعی اور مسکراہٹ کی کامل اقتدا میں معاشرے کو پروان چڑھائیں۔

خلاصہ البحث

قومی و مذہبی رسم و رواج، روایات کی پاسداری، اس کی ترویج و اشاعت، تفریحات اور مزاح و ظرافت انسان کی فطرت اور طبیعت میں شامل ہے اور انسان اس چیز کی شدید خواہش رکھتا ہے کہ اس کے لیے ایسے ذرائع ہونے چاہیے جس میں وہ فرحت و انبساط کا اظہار کرے

³⁷ Ahmad bin Ali Mūsli, Mūsnaḍ abū Ya'la (Damishq: Dār al-Māmūn Li al-Turāth 1424 AD), Ḥadīth 4476, 449/7.

کیونکہ ان کے ذریعے انسان کو قلبی و جسمانی سکون و راحت نصیب ہوتی ہے اور ان چیزوں میں وہ اپنی عزت نفس کی بقاء بھی سمجھتا ہے نظام زندگی میں تفریحات اور کھیل کود کا اپنا ایک مقام ہے، نظام حیات سے اگر اس پہلو کو نظر انداز کر دیا جائے گا تو قومیں اور افراد و تفریط کو شکار ہو جاتی ہیں اور گائید لائن نہ کی وجہ یا تو بالکل مزاج سے خالی، خشک اور بے رونق زندگی گزارتی ہیں تن مذاق اور خوش طبعی کا دلدادہ بن کر طرح طرح کی نازیبا حرکات اور باتیں اپنی قومی و ملی زندگی کا بنالیتی ہیں۔ اسلام مزاج، کھیل کود اور تفریحات کی نہ صرف اجازت دیتا ہے بلکہ ایسے اصول و ضوابط مقرر کرتا ہے۔

جس کے اندر رہتے ہوئے انسان اپنی فطری ضرورت بھی پور کر لے۔ اور اس کی تمدنی روایات کا بھی پرچار ہو جائے رسول اکرم ﷺ نے اسلامی ریاست کے سربراہ اور والی ہونے کی حیثیت سے اپنی ریاست، عوام الناس کے ذوق اور ان کی تفریح کے لیے بہترین انتظامات کیے اور حکمرانوں کے لیے یہ مثال قائم کر دی کہ دیگر معاملات کی طرح اس جبر کو ہی خاطر نہ رکھا جائے بلکہ تفریح اور مزاج انسانی فطرت کا حصہ ہے۔ آپ ﷺ نے تفریحات اور ہنسی مزاج کی اجازت دی اور خود بھی خوش طبعی فرمایا کرتے تھے۔ اس مقالہ کے ذریعے یہ چیز واضح کی گئی کہ اسلام میں خوشدلی اور خوش مزاجی کو تحسین کی نگاہ دیکھا گیا ہے، اور اس کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ جبکہ اس کے مقابلے میں دیگر تکلیف دہ رویے جو مزاج کے نام پر معاشرے میں سرایت کر چکے ہیں اسلام ان کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ مزاج سے مختلف اہداف حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

1. مزاج انسانی جبلت میں شامل ہے۔
2. مزاج کی وجہ سے تحلیل نفسی ممکن ہے۔
3. سنجیدہ ماحول میں مزاحیہ کردار تفریحی پہلو اجاگر کرتے ہیں۔
4. معاشرتی ناہمواریوں پر تنقید کرنے کے لئے مزاحیہ کرداروں سے مدد لی جاسکتی ہے۔
5. مزاج اور خوش طبعی کے ذریعے بڑی تلخ بات بھی آسانی سے دوسروں تک پہنچائی جاسکتی ہے

سفارشات

معاشرتی اور مذہبی اعتبار سے اسلام انسان کو نہ تو بالکل بے رنگ و خشک اور سادہ دھو کی طرح دنیا و مافیہا سے بے نیاز زندگی گزارنے کا درس دیتا ہے اور نہ ہی شتر بے مہار اور محض دنیا کی رنگینیوں میں کھو کر زندگی گزارنے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اسلام دین اعتدال ہے اور یہ زندگی کے تمام شعبوں میں اعتدال ہی کو پسند کرتا اور اسی کی تلقین کرتا ہے۔ مزاج اور خوش طبعی میں بھی اسلام کا یہی مزاج ہے۔ ہنسنا مسکراتا انسانی فطرت کا تقاضا ہے، اور ہونا بھی چاہیے میں اس کا مخالف نہیں ہوں، لیکن سوال یہ ہے کہ بندہ جب کسی کو ہنسائے یا کسی سے ہنسی مذاق کرے تو اس کے الفاظ کیسے ہوں؟ یا اس کا انداز کیسا ہو؟ یا اس کا موقع محل کیسا ہو؟ یہ چیز غور و فکر کا تقاضا کرتی ہے۔ اسلام نے تفریح و سیاحت کے اصول وضع کیے ہیں۔ اگر ان ضوابط اور اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے معاشرتی و تمدنی روایات کو اپنایا جائے تو تفریح جائز و مستحسن ہے اور بسا اوقات انسان لیے لازم ہو جاتی کہ وہ تفریح و سیاحت کرے۔ ان اصولوں سے ہٹ کر اگر تفریحات کی طرف رغبت دکھائی جانے لگے گی تو یہ چیز اسلام میں جائز نہیں ہے اور اسلام اس کی کھل کر مذمت کرتا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مسلمان ہونے کے ناطے اس حکم کو مانیں اور اپنے معاشرتی طرز زندگی کو بہتر کریں اور ثابت کر سکیں کہ ہمارا شمار پڑھے لکھے سنجیدہ لوگوں میں ہے ناکہ جاہلوں میں۔ تاکہ ہم اپنے ملک و قوم کی ترقی کا زینہ ثابت ہو کر اپنے مہذب ہونے کا ثبوت دیں۔ اس کے لئے میں چند سفارشات تجویز کروں گا۔

1. ہنسی مزاح میں کسی کی عزت نفس کو مجروح نہ کیا جائے۔
2. مزاح میں جھوٹ نہ بولا جائے ہمیشہ سچ کو ہی ترجیح دی جائے۔
3. مزاح دل کی آسودگی کے لئے ہو دل آزاری کے لیے نہ ہو کسی کو تکلیف پہنچانا مقصود نہ ہو۔
4. مزاح تمسخر اور استہزاء سے پاک ہونا چاہیے۔
5. مزاح کے الفاظ میں شائبہ نہ ہو۔ عزت و تکریم کو تھیس پہنچانا مقصود نہیں ہونا چاہیے۔
6. مزاح کے ذریعے معاشرے میں تعمیری پہلوؤں کو اجاگر کرنا چاہیے۔